رسول اللہؐ کا تبسم

محمد رضی الاسلام ندوی

دنیا میں ہزاروں پیغمبر آئے۔ انھوں نے اللہ کے بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا اور اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ مگر کچھ عرصے کے بعد ان کی تعلیمات مٹ گئیں یا ان میں بہت سی غلط باتوں کی آمیزش ہو گئی اور ان کی زندگی پر پردہ پڑ گیا۔ یہ امتیاز صرف خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپؐ کا لایا ہوا پیغام، قرآن مجید کی شکل میں حرف بہ حرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اسی طرح آپؐ کی حیات طیبہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپؐ کی ولادت سے، اور خاص طور پر نبوت سے وفات تک کے تمام واقعات، تمام جزئیات کے ساتھ معلوم ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی زندگی کے معمولی معمولی واقعات، آپؐ کے روز مرہ کے معمولات اور طبعی اوصاف کو بھی بیان کیا ہے۔ آپؐ کی خلوت و جلوت، نشست و برخاست، آمدورفت، سفر و حضر، خواب و بیداری، بول چال، کھانا پینا، چلنا پھرنا، پہننا اوڑھنا، غرض آپؐ کی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہیں ہے۔

رسول اللہؐ کی نجی زندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپؐ اپنے متعلقین اور اصحاب کے ساتھ لطف و کرم، محبت و مودت اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپؐ کے مزاج میں درشتی اور سختی نام کو نہ تھی۔ قرآن نے آپؐ کے اس وصف کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ۳:۱۵۹)

”(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمھارے گردوپیش سے چھٹ جاتے“۔

آپؐ ملنے والوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے، ان سے مسکرا کر بات چیت کرتے، ان کی ظریفانہ مجلسوں میں شریک ہوتے، بسااوقات ان سے لطیف مزاح بھی فرماتے۔ آپؐ کا یہ برتاؤ تمام طبقات کے ساتھ تھا۔ اندرون خانہ ازواج مطہرات ہوں یا بچے، آپؐ کے قریبی اصحاب ہوں یا اجنبی، سب آپؐ کے بحر الطاف

و عنایات سے فیض یاب ہوتے تھے۔ سیرت نبویؐ کا یہ ایک ایسا باب ہے جس سے آپؐ کی نجی زندگی کے ایک اہم پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔

آنحضرتؐ کے قریبی اصحاب کا بیان ہے کہ آپؐ کے روئے اطہر پر ہمیشہ مسکراہٹ اٹکھیلیاں کرتی رہتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا"۔(۱) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "میں نے کبھی رسول اللہؐ کو ٹھٹھا مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپؐ صرف تبسم فرماتے تھے"۔(۲)

احادیث میں "ضحک" (ہنسنا) اور "تبسم" (مسکرانا) کے الفاظ آئے ہیں۔ "ضحک" چہرے کے انبساط کو کہتے ہیں جس سے دانت نظر آجائیں اور منہ سے ہلکی آواز نکلے۔ اگر آواز زور سے نکلے اور دور تک سنائی دے تو اسے "قہقہہ" اور اگر بالکل نہ نکلے تو اسے "تبسم" کہتے ہیں۔(۳) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشتر حالات میں صرف تبسم فرماتے تھے۔ بعض خاص مواقع پر آپؐ سے ضحک بھی ثابت ہے۔ بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کسی بات پر اتنی زور سے ہنسے کہ آپؐ کے نواجذ (داڑھ) دکھائی دیے، لیکن ایسا بہت کم ہوا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپؐ صحابہ کو زیادہ ہنسنے سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "زیادہ نہ ہنسو، زیادہ ہنسنا دلوں کو مردہ کر دیتا ہے"۔(۴)

آنحضرتؐ اپنی ازواج کے ساتھ لطف و کرم اور محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپؐ ان کے ساتھ خوش طبعی فرماتے اور ان کے درمیان مسرت کے موتی بکھیرتے تھے۔ کبھی کوئی ہنسی کی بات آتی تو بے ساختہ مسکرا دیتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھی۔ اس وقت تک میں ہلکی پھلکی تھی۔ فربہ بدن نہیں ہوئی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو آگے بڑھ جانے کی ہدایت کی۔ پھر مجھ سے فرمایا: "آؤ دوڑ کا مقابلہ کرتے ہیں"۔ میں آپؐ کے ساتھ دوڑی اور آگے نکل گئی۔ آپؐ خاموش ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد ایک مرتبہ پھر مجھے آپؐ کے ساتھ سفر میں جانے کا موقع ملا۔ اس وقت میں فربہ بدن ہو گئی تھی۔ آپؐ نے اس موقع پر بھی اپنے اصحاب کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے فرمایا: "آؤ دوڑ کا مقابلہ کرتے ہیں"۔ میں آپؐ کے ساتھ دوڑی تو آپؐ مجھ سے آگے نکل گئے۔ آپؐ ہنسنے لگے اور فرمایا: "یہ اس کا بدلہ ہے"۔(۵)

حضرت عائشہؓ ایک دوسرا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریرہ (یعنی دودھ، گھی اور آٹے سے تیار کیا ہوا کھانا) لے کر آئی جسے میں نے خود آپؐ کے لیے تیار کیا تھا۔ وہاں حضرت

سودہؓ بھی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور ان کے درمیان میں تھے۔ میں نے سودہؓ سے کہا: "کھاؤ"۔ انھوں نے انکار کیا۔ میں نے کہا: "کھاؤ ورنہ تمھارے چہرے پر لتھیڑ دوں گی"۔ انھوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے حریرہ میں اپنا ہاتھ ڈالا اور ان کے چہرے پر لیس دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ آپؐ نے سودہؓ سے فرمایا: "اس کے بھی چہرے پر لتھیڑ دو"۔ (دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ کا یہ بیان بھی ہے کہ آپؐ نے اپنا گھٹنا نیچے کر لیا تاکہ سودہؓ مجھ سے بدلہ لے سکیں)۔ چنانچہ انھوں نے بھی پلیٹ سے کچھ لے کر میرے چہرے پر لیس دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے رہے"۔ (۶)

آپؐ کا خوش طبعی اور خندہ روئی کا یہ معاملہ بچوں کے ساتھ بھی تھا۔ آپؐ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے۔ ان سے پیار بھری باتیں کرتے اور کبھی کبھی لطیف مزاح بھی فرماتے تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بچہ تھا جس کا نام ابو عمیرؓ تھا۔ آنحضرتؐ جب بھی ابو طلحہؓ کے گھر تشریف لے جاتے، اس بچے سے ہنسی مذاق کرتے تھے۔ (۷)

ایک مرتبہ بعض لوگوں نے آپؐ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپؐ ان کے یہاں جا رہے تھے۔ راستے میں آپؐ کے نواسے، حسینؓ بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے ملے۔ آپؐ نے انھیں پکڑنا چاہا۔ وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ آپؐ ہنستے ہوئے انھیں پکڑنے کی کوشش کرنے لگے یہاں تک کہ پکڑ لیا۔ پھر اپنا ایک ہاتھ ان کی گدی پر اور دوسرا ان کی ٹھوڑی پر رکھا اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر بوسہ لے لیا۔ (۸)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اپنے بھائی سے خندہ روئی سے ملنا بھی باعث اجر و ثواب ہے"۔ (۹) آپؐ کی یہ تعلیم محض دوسرے لوگوں کے لیے نہ تھی بلکہ خود آپؐ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ سے جب بھی میرا سامنا ہوتا، آپؐ مسکراتے ہوئے ملتے تھے۔ (۱۰) حضرت جابرؓ کا بھی ایسا ہی بیان ہے۔ (۱۱) آنحضرتؐ کا یہ برتاؤ صرف اپنے عزیزوں یا قریبی اصحاب کے ساتھ ہی نہ تھا بلکہ آپؐ کا یہ فیضان ان لوگوں کے لیے بھی وسیع تھا جو سماج میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے تھے یا جو آپؐ کے ساتھ اکھڑپن اور عداوت سے پیش آتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپؐ سے ملنے آیا۔ اس وقت گھر میں حضرت عائشہؓ موجود تھیں۔ آپؐ نے آہستہ سے فرمایا: "یہ برا آدمی ہے"۔ پھر حضرت عائشہؓ سے پردہ کروا کر اس شخص کو اندر بلا لیا اور ہنس ہنس کر اس سے باتیں کرنے لگے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! آپؐ نے اسے برا آدمی بھی قرار دیا اور پھر اس کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں بھی کیں"۔ آپؐ نے جواب دیا: "سب سے برا آدمی وہ ہے جس کے شر کی وجہ سے لوگ اس سے بچیں"۔ (۱۲)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ ساتھ

میں تھے۔ آپؐ اس وقت موٹے حاشیے کی ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستے میں ایک بدو ملا۔ اس نے آپؐ کی چادر پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ گردن پر اس کا نشان پڑ گیا اور کہا: "اے محمدؐ! اللہ نے تمھیں جو مال دیا ہے اس میں سے مجھے بھی دو"۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کی اس حرکت پر مسکرائے اور اسے کچھ مال دینے کا حکم دیا۔(۱۳)

اللہ کے رسولؐ اپنے اصحاب کے درمیان ہوتے، اس وقت آپؐ کچھ ارشاد فرماتے تو صحابہ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے۔ صحابہ کچھ بیان کرتے تو آپؐ بھی ان کی گفتگو میں شریک ہوتے۔ کوئی بات تفریح طبع کی ہوتی تو آپؐ بھی اس سے پورا مزہ لیتے۔ صحابہ کسی بات پر ہنستے تو آپؐ بھی ان کا ساتھ دیتے۔ کسی صحابی کی کوئی "حرکت" یا کوئی انداز آپؐ کے روئے انور پر مسکراہٹیں بکھیر دیتی تھی۔

حضرت ابو رمثہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے میری طرف اشارہ کر کے میرے باپ سے دریافت کیا: "یہ تمھارا بیٹا ہے؟" میرے باپ نے جواب دیا: "جی ہاں، رب کعبہ کی قسم! میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں۔ یہ میرا بیٹا ہے"۔

ابو رمثہؓ بیان کرتے ہیں: میری شباہت میرے باپ سے ملتی جلتی تھی۔ پھر بھی قسم کھا کر میرے باپ کے اس انداز سے جواب دینے پر، اللہ کے رسولؐ ہنس پڑے اور فرمایا: "ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ تمھارا بیٹا کوئی جرم کرے گا تو اس کی باز پرس تم سے نہ ہوگی اور تمھارے کسی غلط کام کا مواخذہ تمھارے بیٹے سے نہیں ہوگا"۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (فاطر ۳۵:۱۸)، "کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا"۔(۱۴)

ایک صحابیہؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ ان کے شوہر نے انھیں مارا ہے۔ آپؐ نے ان کے شوہر کو بلا کر وجہ دریافت کی۔ انھوں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! یہ مجھے ستاتی ہے"۔ حضورؐ نے فرمایا: "سلمٰی تم نے کیوں ستایا؟" صحابیہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! میں نے ستایا نہیں ہے۔ بات یہ تھی کہ نماز پڑھنے کے دوران ان کی ریاح خارج ہو گئی تو میں نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اگر کسی کی ریاح خارج ہو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ بس اسی بات پر انھوں نے مجھے مارا۔ یہ سن کر اللہ کے رسولؐ ہنسنے لگے اور فرمایا: "اے ابو رافعؓ! اس نے تو تم سے اچھی بات کہی تھی"۔(۱۵)

حضورؐ کی ایک مجلس میں دیہات میں رہنے والے ایک صحابی موجود تھے۔ آپؐ نے فرمایا: "جنت میں ایک شخص اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرے گا کہ میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "کیا جو کچھ تمھیں حاصل ہے وہ کافی نہیں؟" وہ عرض کرے گا: "کافی ہے لیکن میری خواہش ہے کہ کھیتی کروں"۔

چنانچہ وہ بوائی کرے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتی بڑھ کر، پک کر تیار ہو جائے گی۔ پھر کٹائی ہو کر پہاڑ کی طرح ڈھیر لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "یہ سب تمھارا ہے"۔ دیہاتی نے برجستہ کہا: "خدا کی قسم وہ کوئی قریشی یا انصاری ہو گا۔ وہی لوگ کھیتی کرتے ہیں"۔ اس کی اس برجستگی پر اللہ کے رسول ہنس دیے"۔(۱۶)

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ بغیر کسی بات کے، اچانک ہنس دیتے۔ وہاں موجود صحابہ ہنسی کی وجہ دریافت کرتے یا دریافت نہ بھی کرتے، تب بھی آپؐ خود ہی اس کی وضاحت فرما دیتے اور کسی ایسی حکمت کی بات کی طرف اشارہ فرماتے جو درس و تعلیم سے پر ہوتی۔

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے اردگرد صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ اچانک آپؐ ہنس دیے۔ پھر خود ہی صحابہ سے مخاطب ہوئے: "کیا تم لوگ پوچھو گے نہیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں؟" صحابہ نے عرض کیا: "کیا بات ہے اے اللہ کے رسولؐ!" فرمایا: "مومن کا معاملہ بھی عجیب و غریب ہے۔ اس کے ہر معاملے میں خیر ہے۔ اگر اسے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اس میں اس کے لیے خیر ہوتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور اس پر وہ صبر کرتا ہے تو اس صورت میں بھی وہ خیر کا مستحق ہوتا ہے"۔(۱۷)

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر ہنسنے لگے۔ پھر خود دریافت کیا: "کیا تم لوگ میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کرو گے؟" صحابہ نے عرض کیا: "یارسول اللہؐ! فرمایئے"۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "بندہ جب وضو میں اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ چہرے سے سرزد ہونے والی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ سے سرزد ہونے والی خطاؤں سے درگزر فرما دیتا ہے۔ اسی طرح جب سر کا مسح کرتا اور اپنے پیر دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان اعضا سے ہونے والی لغزشوں کو معاف کر دیتا ہے"۔(۱۸)

ایک مرتبہ آپؐ سواری پر سوار ہوئے تو آپؐ نے یہ دعا پڑھی: **انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت** (اے اللہ میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ تو میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا) پھر ہنسنے لگے۔ اس وقت وہاں حضرت علی بن ابی طالبؓ موجود تھے۔ انھوں نے سوال کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کیوں ہنسے؟ فرمایا: "بندہ جب اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس بندے کو یقین ہے کہ اس کے گناہوں کو معاف کرنے والا میرے علاوہ اور کوئی نہیں"۔(۱۹)

احادیث میں بعض ایسے مواقع کی تفصیلات بھی محفوظ ہیں جب اللہ کے رسولؐ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اس کے لیے احادیث میں حتٰی بدت نواجذہ (یہاں تک کہ داڑھ کے دانت نظر آنے لگے) کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ عربی زبان میں دانتوں کے لیے مختلف الفاظ آتے ہیں۔ سامنے کے اوپر نیچے کے دو دو دانتوں کو

"ثنایا" اور ان کے بغل کے دانتوں (کچلی کے دانت) کو "انیاب" کہتے ہیں اور ان دونوں کے مجموعہ پر "ضواحک" کا اطلاق کیا جاتا ہے، یعنی وہ دانت جو ہنستے وقت دکھائی دیتے ہیں۔ "انیاب" کے بغل میں پائے جانے والے دانتوں کو "نواجذ" (داڑھ کے دانت) کہتے ہیں۔ یہ اس وقت دکھائی دیتے ہیں جب آدمی کھلکھلا کر ہنسے۔ ایسے چند مواقع کا تذکرہ جب اللہ کے رسولؐ کو بے ساختہ ہنسی آگئی تھی اور آپؐ کھلکھلا کر ہنس پڑے تھے، دلچسپی کا باعث ہو گا۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن ایک شخص کو بارگاہ الٰہی میں لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو۔ اس وقت اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا لیے جائیں گے۔ پھر اس سے کہا جائے گا۔ تم نے فلاں دن یہ گناہ اور فلاں دن یہ گناہ کیا تھا۔ وہ انکار نہ کر سکے گا۔ اقرار کرتا جائے گا۔ ساتھ ہی اسے یہ خوف بھی لاحق ہو گا کہ ابھی تو بڑے بڑے گناہوں کا حساب باقی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسے اس کی ہر برائی کے بدلے ایک نیکی کا اجر دے دو۔ یہ الٰہی الطاف و عنایات دیکھ کر وہ بول اٹھے گا: "میرے اور بھی بہت سے گناہ ہیں جو میں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں"۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلکھلا کر ہنس پڑے"۔ [۲۰]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم سے نکل کر جنت میں جانے والا شخص کون ہو گا؟ ایک شخص جہنم سے گھسٹتا ہوا نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: "جنت میں چلے جاؤ"۔ وہ جنت کی طرف جائے گا تو اسے ایسا لگے گا کہ جنت بھر گئی ہے۔ وہ واپس آکر عرض کرے گا: "اے میرے رب! جنت تو بھر گئی ہے"۔ اللہ تعالیٰ اس سے پھر فرمائے گا۔ "جا کر تو دیکھو"۔ وہ دوبارہ جائے گا۔ اس بار بھی اسے محسوس ہو گا کہ جنت میں اب اس کے لیے کوئی جگہ نہیں بچی ہے۔ وہ واپس آکر عرض کرے گا: "اے میرے رب! جنت میں اب کوئی جگہ نہیں ہے"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "تم جنت میں جاؤ، وہاں تمھارے لیے دنیا کے برابر اور اس کا دس گنا ہے"۔ وہ عرض کرے گا: "اے اللہ! آپ شہنشاہ ہو کر مجھ سے مذاق کرتے ہیں!!" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، یہ فرماتے ہوئے اللہ کے رسولؐ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ [۲۱]

یہ چند واقعات ہمارے سامنے سیرت نبویؐ کا ایک دل کش باب وا کرتے ہیں جہاں الفت و محبت ہے، لطف و کرم ہے، خوش طبعی اور خندہ روئی ہے، تفریح طبع اور مزاح لطیف ہے، مسکراہٹیں اور کھلکھلاہٹیں ہیں۔ یہ واقعات جہاں ایک طرف ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی کا ایک پہلو روشن کرتے ہیں، وہیں دوسری طرف ہمیں زندگی گزارنے اور متعلقین کے ساتھ برتاؤ کرنے کا ایک اسوہ بھی

دکھاتے ہیں اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ تقویٰ، بزرگی اور عظمت چہرے پر رعونت طاری رکھنے، پیشانی پر شکن ڈالنے، گردن ٹیڑھی کر کے بات کرنے یا مہر بہ لب رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اصل زندگی خوشیاں بانٹنے اور مسکراہٹیں بکھیرنے سے عبارت ہے۔

حواشی

(۱) شمائل ترمذی، باب ماجاء فی ضحک رسول اللہؐ

(۲) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الضحک والتبسم، کتاب التفسیر، سورہ احقاف۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری، ابن حجر عسقلانی، دارالمعرفہ بیروت، ۱۰/۵۰۴۔

(۴) جامع ترمذی، ابواب الزھد۔

(۵) مسند احمد، ۶/۲۶۴۔

(۶) مجمع الزوائد، ہیثمی ۴/۳۱۶۔

(۷) مسند احمد، ۳/۱۱۵-۲۰۱۔

(۸) مسند احمد، ۴/۱۷۲۔

(۹) جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف۔

(۱۰) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک۔

(۱۱) شمائل ترمذی، باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ۔

(۱۲) موطا، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من اغتیاب اهل الفساد۔

(۱۳) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک۔

(۱۴) سنن دارمی، کتاب الدیات، باب یواخذ احد بجنایۃ غیرہ

(۱۵) مسند احمد، ۶/۲۷۲۔

(۱۶) صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزارعہ، باب بدون ترجمہ

(۱۷) سنن دارمی، کتاب الرقائق، باب المومن یوجر فی کل شئی، مسند احمد ۶/۱۶۔

(۱۸) مسند احمد ۱/۵۸۔

(۱۹) شمائل ترمذی، باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ۔

(۲۰) شمائل ترمذی، حوالہ سابق۔

(۲۱) صحیح بخاری، کتاب الرقائق، باب صفۃ الجنۃ والنار۔